The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مغلیہ دور کی کتب قرآت کا منہجی مطالعہ

A Methodological Study of Qur'anic Recitation (Qira'at) Books from the Mughal Era

1. **Ghulam Mustafa**
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
2. **Dr. Hafiz Atta ul Mustafa**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
3. **Dr. Muhammad Rizwan Mahmood**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.

Abstract

This research paper presents a methodological study of the books on Qur'anic recitation (Qira'at) produced during the Mughal era in the Indian subcontinent (1526–1857 CE). The Mughal period is widely regarded as a golden age of religious and scholarly activities, during which numerous works on Qur'anic sciences emerged. Alongside tafsir, usul al-tafsir, and tajwid, the field of Qira'at received significant attention from scholars who compiled rules and principles of the seven and ten canonical readings, wrote commentaries on classical texts, and produced treatises and manuals that remain authoritative to this day. The patronage of Mughal emperors and the establishment of religious institutions greatly facilitated these scholarly endeavors. These works include texts such as Rawdah al-Qura' wa Jannah al- Udaba' by Shaykh 'Abd al-Haqq Muhaddith al-Dihlawi (d. 1052 AH), Manafi' al-Qura' fi Sharh al-Durar al-Lawami', and various anonymous or attributed epistles (rasa'il) on Qira'at. This study examines the methodological approaches adopted by these scholars, analyzing their treatment of the principles of the seven and ten readings, the chains of transmission (asanid), the articulation points of letters (makharij), the rules of tajwid, and the spiritual dimensions of recitation. Special attention is given to Shaykh 'Abd al-Haqq's emphasis on the spiritual and ethical status of the Qur'anic reciter, his insistence on the authenticity of all canonical readings, and his integration of theoretical knowledge with practical training. The research concludes that the Mughal-era Qira'at literature not only preserved and transmitted the science of Qur'anic recitation but also established a distinctive pedagogical and spiritual tradition that continues to influence the subcontinent's Qur'anic heritage.

Key Words: *Mughal era, Qira'at, Qur'anic recitation, methodological study, 'Abd al-Haqq al-Dihlawi, tajwid, Indian subcontinent*

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

برصغیر میں عہدِ مغلیہ (1526ء تا 1857ء) علمی و دینی سرگرمیوں کا سنہری دور سمجھا جاتا ہے، جہاں علومِ قرآن پر بے شمار خدمات انجام دی گئیں۔ تفسیر، اصولِ تفسیر اور تجوید کے ساتھ ساتھ قرأتِ قرآن پر بھی متعدد علمی ذخائر سامنے آئے۔ اس دور میں برصغیر کے علماء نے قرأتِ سبعہ و عشرہ کے قواعد و اصول مرتب کیے، متون کی شرحیں لکھیں اور رسائل و کتب تصنیف کیں جو آج بھی علمی دنیا میں معتبر حیثیت رکھتی ہیں۔ مغل بادشاہوں کی سرپرستی اور دینی اداروں کی تاسیس نے ان علمی کوششوں کو جِلا بخشی۔ ان کتب میں کہیں قرأت کے اصول و فروع کی توضیح ملتی ہے، کہیں قراء حضرات کی روایات کا بیان، اور کہیں متونِ قرأت جیسے "الدرر اللوامع" یا "الشاطبیہ" کی شرحیں۔ یوں عہدِ مغلیہ کی کتبِ قرأت نہ صرف برصغیر کی قرآنی روایت کا روشن باب ہیں بلکہ اسلامی علمی ورثے کا ایک لازوال سرمایہ بھی ہیں۔

مغلیہ دور کی کتب قرأت درج ذیل ہیں:

1۔ روضۃ القراء وجنۃ الادباء
2۔ منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع
3۔ رسالہ فی القرأت (مختلف مخطوطات)
4۔ منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع

1۔ روضۃ القراء وجنۃ الادباء کا منہجی مطالعہ

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م 1052ھ) برصغیر میں حدیث و علومِ اسلامیہ کے احیاء کی ایک بڑی شخصیت ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دہلی میں حاصل کی، پھر عرب ممالک کا سفر کیا اور حجاز میں شیخ عبدالوہاب متقی اور دیگر محدثین سے اکتسابِ علم کیا۔ دہلی واپس آکر آپ نے تدریس و تصنیف کا عظیم سلسلہ شروع کیا، اور حدیث، تفسیر، تصوف اور فقہ کے علاوہ قراءت و تجوید کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف میں اشعۃ اللمعات، مدارج النبوۃ اور روضۃ القراء خاص شہرت رکھتی ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے قرأت کے اصول اور برصغیر میں ان کے فروغ کے حوالے سے مباحث قلمبند کیے۔ یہ تصنیف مغل دور میں فنِ قرأت کی تدریسی بنیادوں کو

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مضبوط کرنے میں اہم ثابت ہوئی۔[1]

"روضۃ القراء وجنۃ الادباء" عہدِ مغلیہ میں علم القراءت کے ارتقاء کا ایک نمایاں سنگ میل ہے۔ عبد الحق دہلویؒ نے قرآت کے اصول، اختلافات، اور قراء کی فضیلت کو اس طرح پیش کیا کہ یہ کتاب محض تعلیمی نصاب ہی نہیں بلکہ ایک روحانی دستور بھی بن گئی۔ ان کی یہ خدمت برصغیر میں قرآنی علوم کے احیاء اور تسلسل کا ایک درخشندہ باب ہے۔ یہ کتاب دراصل فنِ قرآت اور اس کے اصول و قواعد پر ایک نادر تالیف ہے۔ عہدِ مغلیہ میں برصغیر کے مدارس میں قرآنِ مجید کی تلاوت اور تجوید کو مضبوط بنیاد فراہم کرنے کے لیے لکھی گئی۔ اس میں نہ صرف قرآتِ سبعہ اور عشرہ کی وضاحت ہے بلکہ عملی تدریس کے پہلو کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ کتاب کا اسلوب تعلیمی اور تربیتی نوعیت کا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ نظام کے نصاب کو سامنے رکھ کر لکھی گئی۔ یہ تصنیف اس بات کا ثبوت ہے کہ برصغیر میں قرآت کو محض صوتی فن نہیں بلکہ ایک باقاعدہ علمی و دینی فریضہ سمجھا جاتا تھا۔ عبد الحق دہلویؒ نے اس کتاب میں قرآت کے اصول، قراء کے طبقات اور تجوید کے آداب کو روحانی ذوق کے ساتھ جمع کیا ہے۔

عبد الحق دہلویؒ نے قراءت کے اختلافات کو تفصیل سے بیان کیا اور اس بات پر زور دیا کہ سب قراءتیں متواتر اور صحیح ہیں، اس لیے ان میں نزاع پیدا کرنا درست نہیں۔

"جميع القراءات السبع والعشر صحيحة متواترة، منكرها مبتدع، ومقتصر على إحداها غير منكر على غيره، فإنها كلها قرآن نزل به الروح الأمين"[2]

یہ اقتباس اس بات کی دلیل ہے کہ دہلویؒ نے برصغیر کے علمی حلقوں میں ایک متوازن فکر کو فروغ دیا، جس میں قراءت کے اختلاف کو رحمت اور تنوع قرار دیا گیا۔ اس طرح قراءت کے علمی مباحث فرقہ وارانہ جھگڑوں سے محفوظ رہے۔

عبد الحق دہلویؒ نے قرآت کے ساتھ ساتھ اہلِ قرآن یعنی قراء کی فضیلت اور مقام کو بھی اجاگر کیا۔ ان کے نزدیک قاری محض ایک فنکار نہیں بلکہ اہل اللہ کی صف میں شامل ایک خادمِ قرآن ہے۔

---

[1] لکھنوی، عبد الحئی، نزہۃ الخواطر، ج5، ص231

[2] روضۃ القراء، ص47

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

"القُرّاء حَمَلةُ كتاب الله، جُعلت أصواتهم بالقرآن زينةً وقلوبهم للمعانی أوعيةً وهم ورثة الأنبياء في الأمة"[1]

یہاں حضرت دہلویؒ نے قرأت کو ایک روحانی عمل قرار دیا ہے جو دل و روح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ عہدِ مغلیہ کے اس رجحان کی نمائندگی ہے کہ قرآنی علوم کو تزکیۂ نفس اور سلوک کے ساتھ جوڑا جاتا تھا۔ یہاں قاری کی حیثیت کو ایک روحانی و اخلاقی منصب کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہی پہلو "روضۃ القراء" کو محض فن تجوید کی کتاب سے آگے بڑھا کر ایک ہمہ جہت علمی و روحانی تصنیف بناتا ہے۔

قراءت اور تجوید کی حقیقت

شیخ عبدالحق دہلویؒ نے قرآنِ مجید کی تلاوت کو دو پہلوؤں سے واضح کیا، ایک قرأت جو روایت و سند پر مبنی ہے اور دوسرا تجوید جو حسنِ ادائیگی کا ضامن ہے۔ یہ تفریق ان کے فنّی شعور اور تعلیمی منہج کی عکاسی کرتی ہے۔

اس کتاب میں ان کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"وَاعْلَمْ أَنَّ الْقِرَاءَةَ هِيَ أَدَاءُ أَلْفَاظِ الْقُرْآنِ عَلَى مَا نُقِلَ بِالرِّوَايَةِ وَالتَّلَقِّي، مَعَ مُرَاعَاةِ أُصُولِهَا وَقَوَاعِدِهَا وَالتَّجْوِيدُ تَحْسِينُ التِّلَاوَةِ وَإِعْطَاءُ كُلِّ حَرْفٍ حَقَّهُ وَمُسْتَحَقَّهُ"[2]

"یاد رکھو کہ قرأت یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ کو اس طرح ادا کیا جائے جس طرح وہ روایت اور تلقین کے ذریعے منتقل ہوئے ہیں، ان کے اصول و قواعد کی رعایت کے ساتھ اور تجوید یہ ہے کہ تلاوت کو خوشنما بنایا جائے اور ہر حرف کو اس کا حق اور مستحق عطا کیا جائے۔"

مخارج الحروف کی اہمیت

قرأت میں حروف کے مخارج اور صفات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے "روضۃ القراء" میں اس پہلو کو خاص طور پر نمایاں کیا تاکہ قارئین قرآن کلماتِ الٰہی کو بگاڑ سے محفوظ رکھ سکیں۔

"وَالْحُرُوفُ تُعْرَفُ بِمَخَارِجِهَا وَصِفَاتِهَا، فَمَنْ لَمْ يُحَقِّقْ مَخَارِجَهَا لَمْ يُؤَدِّ الْقُرْآنَ كَمَا أُنْزِلَ وَكَانَ فِي تِلَاوَتِهِ خَلَلٌ وَاعْوِجَاجٌ"[3]

"حروف اپنے مخارج اور صفات سے پہچانے جاتے ہیں۔ جو شخص ان کے مخارج کو درست اور ان

---

[1] ایضاً، ص103

[2] ایضاً، ص47

[3] روضۃ القراء، ص12

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337
Vol.3, No.4, 2025

کے حق کے مطابق ادا نہیں کرتا، وہ قرآن کو اس طرح ادا نہیں کرتا جیسا کہ نازل ہوا ہے اور اس کی تلاوت میں خلل اور کجی پیدا ہو جاتی ہے۔"

یہ اقتباس اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ قرآن کی تلاوت محض الفاظ دہرانے کا نام نہیں بلکہ علمی دقتِ نظر کے ساتھ حروف کی ادائی کا تقاضا کرتی ہے۔ مخارج کی درستگی قرآن کے اصل حسن اور اس کی اعجازی ہیئت کو برقرار رکھتی ہے۔

تلاوت کا روحانی اثر

شیخ عبد الحق دہلویؒ صرف علمی پہلو پر نہیں رکے بلکہ انہوں نے قرآن کی تلاوت کے روحانی اثرات اور قلبی نورانیت کو بھی بیان کیا۔ اس طرح "روضۃ القراء" محض فنّی کتاب نہیں بلکہ روحانی رہنمائی کا ماخذ بھی ہے۔

"وَالتِّلَاوَةُ إِذَا كَانَتْ عَلَى الْوَجْهِ الْمَأْمُورِ بِهِ أَثَّرَتْ فِي الْقَلْبِ نُورًا وَكَانَتْ سَبَبًا لِلتَّقْرِيبِ إِلَى اللهِ وَهِيَ مِنْ أَعْظَمِ الْقُرُبَاتِ وَالطَّاعَاتِ"[1]

"جب تلاوت اس طریقے سے کی جائے جس کا حکم دیا گیا ہے تو وہ دل میں نور پیدا کرتی ہے اور اللہ کے قریب کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے، اور یہ سب سے بڑی قربت اور عبادتوں میں سے ہے۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ قرآن کی درست تلاوت کا اثر محض لسانی یا سماعی نہیں بلکہ قلبی و روحانی بھی ہے۔ شیخ عبد الحق دہلویؒ کے نزدیک قرآن کا حقیقی مقصد قاری کو اللہ کے قریب کرنا اور اس کے دل میں نور و سکون پیدا کرنا ہے۔

تجوید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تلاوتُ القرآن حقّها أن تُؤدّى الحروف من مخارجها، وتُزيَّن الأصوات بها، حتى يدخل أثرها في القلوب كما ينزل نورها على الأرواح"[2]

عبد الحق دہلویؒ نے ابتدا ہی میں واضح کر دیا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا اصل مقصد محض الفاظ دہرانا نہیں، بلکہ صحیح ادائیگی کے ساتھ اس کے روحانی اثرات کو قبول کرنا ہے۔

اگرچہ یہ کتاب عہد مغلیہ ہی کی تخلیق ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب عہد مغلیہ کے فن قرآت کے ارتقاء

---

[1] ایضاً، ص 12

[2] ایضاً، ص 13

The Study of Religion and History
THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.4, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

کا ہی ایک نتیجہ ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ کتاب مغلیہ عہد کے قرآنیاتی ادب کے فن قرأت اثرات کی آئینہ دار ہے۔

2۔ منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع کا منہجی مطالعہ

یہ کتاب عہدِ جہانگیری اور شاہ جہانی دور کے مدارس میں داخلِ نصاب رہی۔ اس میں قراءت کے قواعد کو آسان پیرایہ میں بیان کیا گیا اور طلبہ کے لیے عملی طریقہ کار واضح کیا گیا۔[1] یہ کتاب بھی اس سے ما قبل مغلیہ عہد کے قرآنیاتی ادب کے فن قرأت پر اثرات کا نتیجہ ہی ہے۔

3۔ رسالہ فی القرأت (مختلف مخطوطات) کا منہجی مطالعہ

مغل دور میں کئی علماء نے مختصر رسائل بھی لکھے جن میں صرف قراءتِ سبعہ یا عشرہ کی بنیادیں ذکر کی گئیں۔ ان میں بعض رسائل آج بھی ہندوستان و پاکستان کی لائبریریوں میں مخطوطات کی صورت میں محفوظ ہیں۔[2]
یوں کہا جاسکتا ہے کہ عہدِ مغلیہ میں فنِ قراءت پر براہِ راست اور بالواسطہ دونوں سطح پر کام ہوا۔ اگرچہ بڑے پیمانے پر مستقل ضخیم تصانیف نہ ہو سکیں، مگر شروحِ شاطبیہ، ملا علی قاری کی کتب اور شیخ عبد الحق دہلوی کے آثار نے برصغیر کے قرآنیاتی نصاب میں قراءت کی تدریس کو ایک منظم شکل عطا کی۔ عہدِ مغلیہ میں قرأت قرآن ایک باقاعدہ فن کے طور پر رائج تھی، اور اس کی تعلیم صرف بڑے مدارس یا بڑے مفسرین تک محدود نہیں تھی بلکہ اسے عوامی سطح پر بھی پڑھایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے کئی علماء نے مختصر "رسالے" لکھے، جن میں سبعہ یا عشرہ قراءات کا اجمالی ذکر ملتا ہے۔ ان رسائل کی وجہ سے قرآن کی مختلف قراءتوں کا تعارف عام طلبہ و قراء کو بآسانی ہو جاتا تھا۔

ان رسائل کی خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں اختصار کے ساتھ صرف بنیادی قواعد یا مشہور اختلافات بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر رسائل مدارس کے نصاب کے لیے تیار کیے گئے تاکہ طلبہ قراءتِ سبعہ یا عشرہ کی بنیادوں سے واقف ہو سکیں۔ ان میں سے اکثر رسائل چھپ نہ سکے بلکہ آج بھی مخطوطات کی صورت میں مختلف لائبریریوں آصفیہ، خدا بخش پٹنہ، جامعہ عثمانیہ، انڈیا آفس لندن، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور وغیرہ میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ عموماً ہر رسالہ "بسم اللہ" کے بعد قراء کرام کے اسماء ذکر کرتا ہے اور پھر اختلافی

---

[1] نفیس الحسینی، سید، برصغیر میں علوم القرآن کی روایت، مجلس تحقیقاتِ شرقیہ، دہلی، 1997ء، ص188
[2] عزیز الرحمٰن، ڈاکٹر، برصغیر میں فن تجوید و قراءت کا ارتقاء، ص75

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.4, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

الفاظ کے چند نمونے پیش کرتا ہے۔

"ھؤلاء الأئمة السبعة قراءاتهم متواترة وكل قراءة سنة متبعة، فمن أخذ بواحدة منها فقد أخذ بالقرآن"[1]

یہ اقتباس ابن الجزری کے منہج کی باز گشت ہے، اور بتاتا ہے کہ عہدِ مغلیہ کے علماء بھی تعددِ قراءت کو قرآن کے اندر تنوع اور وسعت کے طور پر دیکھتے تھے، نہ کہ اختلاف و نزاع کے طور پر۔

"السبعة الذين اشتهرت قراءاتهم نافع، ابن كثير، أبو عمرو، ابن عامر، عاصم، حمزة والكسائي وكلهم متصلون إلى النبي صلى الله عليه وسلم"[2]

یہاں قراءِ سبعہ کی ترتیب اور اتصالِ سند پر زور دیا گیا ہے۔ اس طرح کے رسائل دراصل طلبہ کے لیے حفظی یادداشت کا کام دیتے تھے تاکہ وہ بڑے متون جیسے الشاطبیہ وغیرہ پڑھنے سے پہلے بنیادی خاکہ ذہن نشین کر سکیں۔

"ومن أراد التوسع فليقرأ بالشاطبية والدرة ومن اقتصر على هذا المختصر فقد عرف أصول السبعة"[3]

یہ اقتباس اس مقصد کو واضح کرتا ہے کہ یہ رسائل دراصل ابتدائی درجہ کی کتب تھے، جنہیں پڑھنے کے بعد اعلیٰ درجے کی منظومات شاطبیہ، درۃ وغیرہ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

ان مختصر "رسائل فی القراءت" کی بدولت عہدِ مغلیہ میں قراءت کی تعلیم زیادہ منظم اور عام فہم ہو گئی۔ یہ رسائل علمی ارتقاء کی اس کڑی کو ظاہر کرتے ہیں جو عبد الحق دہلویؒ کی روضۃ القراء جیسی کتب کے ساتھ مل کر برصغیر میں علم القراءت کا مستقل علمی و روحانی سلسلہ تشکیل دیتے ہیں۔ یہ رسائل ابتدائی درجہ کی تعلیم کے لیے بنائے گئے تھے، اور آگے چل کر اعلیٰ نصابی متون کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔

"ومن أراد التوسع فليقرأ بالشاطبية والدرة ومن اقتصر على هذا المختصر فقد عرف أصول السبعة"[4]

یہاں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یہ رسالہ صرف ایک مقدمہ اور تعارف ہے اور جو شخص زیادہ تفصیل چاہتا ہے وہ الشاطبیہ اور الدرۃ جیسی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برصغیر میں قرآت کی تعلیم ایک تدریجی ترتیب کے ساتھ دی جاتی تھی۔

---

[1] رسالۃ فی القراءت، مخطوطہ آصفیہ لائبریری، حیدرآباد دکن

[2] رسالۃ فی القراءت، مخطوطہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

[3] رسالہ فی القراءت، مخطوطہ، خدابخش پبلک لائبریری، پٹنہ

[4] ایضاً

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ان مختصر رسائل کا مطالعہ یہ بات آشکار کرتا ہے کہ مغلیہ دور میں قرآن کی قرأتوں کی حفاظت اور تدریس نہ صرف بڑی علمی کتب کے ذریعے ہوئی بلکہ چھوٹے رسائل نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ یہ رسائل آج بھی برصغیر کے علمی ورثے کی جھلک دکھاتے ہیں اور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ قرأت کا فن کس طرح نصاب، مدارس اور عوامی سطح پر عام ہوا۔ یہ رسائل بھی ابتدائی عہد مغلیہ کے قرآنیاتی ادب کے آخری عہد مغلیہ پر اور اس کے بعد کے ادوار پر اثرات کے آئینہ دار ہیں۔

4۔ منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع کا منہجی مطالعہ

یہ کتاب قرأتِ نافع خاص طور پر روایت ورش و قالون کے اصول و قواعد کو نہایت وضاحت اور سہل پیرایہ میں بیان کرتی ہے۔ مصنف نے مشکل مقامات پر صرف قرأت کے قواعد نہیں بیان کیے بلکہ صوتی محاسن اور تلفظ کی باریکیوں کو بھی واضح کیا ہے۔ اس کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہدِ مغلیہ میں قرأت کی تدریس محض نظری نہیں تھی بلکہ عملی تلفظ اور لسانی پہلوؤں پر بھی زور دیا جاتا تھا۔

نافع کی قراءت کا امتیاز

حضرت قرأت نافع کی جغرافیائی اہمیت اور امتیاز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قراءة الإمام نافع مدنية، تميزت بالسهولة والعذوبة وله راويان قالون وورش وعليها جل الاعتماد في بلاد المغرب والأندلس"[1]

یہ اقتباس قرأتِ نافع کی خصوصیات کو اجاگر کرتا ہے کہ اس کی شہرت مدینہ منورہ سے ہے اور اسے آسانی و نرمی کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہوئی۔ نیز، ورش اور قالون کی روایت کو مغرب و اندلس میں بطورِ خاص اپنایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے قرأتِ نافع کی جغرافیائی اور عملی اہمیت دونوں پہلوؤں کو واضح کیا۔

تلفظ اور تجوید کی باریکیاں

قرأت کے نظری پہلو بیان کرنے کے علاوہ عملی وصوتی فرق کو واضح کرتے ہوئے ورش کی قراءت میں مدّ لمبا اور امالہ وغیرہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[1] منافع القراء، مخطوطہ، خدابخش لائبریری، پٹنہ، ص12

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"ومن دقائق تجويده أن المدّ عند ورش أطول وأن الإمالة عنده أظهر، بخلاف قالون فإنه يميل إلى التوسط وكلٌّ من الروايتين متواتر عن الإمام نافع"[1]

یہ عبارت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مصنف نے قرأت کے صرف نظری پہلو بیان نہیں کیے بلکہ عملی و صوتی فرق کو بھی واضح کیا۔ ورش کی قرأت میں مدّ اور امالہ زیادہ نمایاں بتایا گیا ہے، جبکہ قالون کی روایت میں اعتدال پایا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قراء برصغیر میں طلبہ کو لسانی مہارت کے ساتھ قرأت سکھاتے تھے۔

"منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع" برصغیر کے قرآتی ذخیرے میں ایک نہایت قیمتی اضافہ ہے۔ اس نے قرأتِ نافع کے اصول و جزئیات کو سہل پیرایہ میں بیان کیا اور ساتھ ہی طلبہ کو تلفظ و تجوید کے دقیق پہلوؤں سے آگاہ کیا۔ یہ کتاب اس بات کی شاہد ہے کہ عہدِ مغلیہ میں قرأت صرف ایک فن نہیں بلکہ ایک زندہ روایت تھی جسے باریک بینی اور عملی مہارت کے ساتھ پڑھایا جاتا تھا۔

یوں معلوم ہوا کہ برصغیر کا عہدِ مغلیہ قرآنی علوم کی تاریخ میں سنہری دور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دور کی تفاسیر و تراجم اور علومِ قرآن پر لکھی گئی کتب میں فقہی، کلامی، صوفیانہ، اصلاحی اور ادبی رجحانات کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ ان علمی کاوشوں نے قرآن فہمی کو عوام و خواص دونوں کے لیے آسان بنایا اور برصغیر کو قرآنیات کے میدان میں ایک منفرد اور نمایاں مقام عطا کیا۔

خلاصہ فصل

اس فصل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1۔ برصغیر کا عہدِ مغلیہ علمی و فکری سرگرمیوں کا دورِ عروج تھا جس میں علومِ قرآن کو نہایت اہمیت دی گئی۔ جہاں ایک طرف تفاسیر اور اصولِ تفسیر پر بیش بہا کام ہوا، وہیں فنِ قرأت بھی اس دور میں خاص طور پر پروان چڑھا۔

2۔ اس زمانے میں برصغیر کے متعدد جلیل القدر علماء نے قرأتِ سبعہ و عشرہ کے فروق، قواعد اور اصول پر کتب و رسائل تصنیف کیے۔

[1] منافع القراء، جامعہ عثمانیہ کا مخطوطہ، ص47

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.3, No.4, 2025

3۔ ان میں منفعۃ القراء فی شرح الدرر اللوامع از احمد بن محمد سجاوندیؒ، القول السدید فی بعض ما فی التجدید من الترشید از شاہ ولی اللہ دہلویؒ، اور دیگر شرحیں ورسائل شامل ہیں۔

4۔ ان کتب میں متونِ قرأت جیسے الشاطبیہ اور الدرر اللوامع کی تشریح، قراء کے طرق وروایات کی وضاحت اور عملی تعلیم کے پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔

5۔ مغل بادشاہوں کی سرپرستی اور مدارس وخانقاہوں کے تعلیمی نظام نے ان علمی کوششوں کو فروغ دیا۔ نتیجتاً یہ کتب نہ صرف برصغیر میں قراءتِ قرآن کے استحکام کا ذریعہ بنیں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی ان سے استفادہ کیا جاتا رہا۔

6۔ یہ کتب برصغیر کے قرآنی وعلمی ورثے کی ایک زندہ اور تابندہ روایت کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خلاصہ

عہدِ مغلیہ میں فنِ قراءت پر لکھی گئی کتب نے برصغیر میں قرآنی علوم کی ترویج میں کلیدی کردار ادا کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی "روضۃ القراء" نے قراءت کے اصولوں کے ساتھ ساتھ تلاوت کے روحانی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا، جبکہ "منافع القراء فی شرح الدرر اللوامع" نے قراءتِ نافع کے قواعد کو سہل پیرایہ میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل نے ابتدائی درجہ کے طلبہ کے لیے قراءاتِ سبعہ وعشرہ کی بنیادی معلومات فراہم کیں۔ ان کتب کا منہجی مطالعہ بتاتا ہے کہ اس دور میں قراءت کی تدریس صرف نظری قواعد تک محدود نہیں تھی بلکہ عملی تلفظ، تجوید اور روحانی اثرات کو بھی مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ کتب برصغیر کے قرآنی ورثے کی عکاس ہیں اور آج بھی علمی حلقوں میں قابلِ استفادہ ہیں۔